میر انیسؔ

میر ببر علی انیسؔ، میر خلیق کے بیٹے تھے۔ ۱۸۰۲ء میں شہر فیض آباد کے محلّہ گلاب باڑی میں پیدا ہوئے۔ ان کے مورث اعلیٰ میر امامی ہرات سے شاہجہان کے عہد میں آئے اور دہلی میں آباد ہوگئے۔ شہنشاہ نے سہ ہزاری منصب عطا کیا۔ مختلف حوادث کے باعث سلطنت مغلیہ کا انتشار شروع ہوا تو میر امامی کے پوتے میر غلام حسین ضاحک اپنے فرزند میر حسن کو، جن کی عمر اس وقت بارہ سال تھی، ساتھ لے کر فیض آباد پہنچے۔ جب مرکز حکومت لکھنؤ منتقل ہوا تو میر ضاحک اور میر حسن کی آمد و رفت لکھنؤ میں شروع ہوگئی۔ میر حسن کے تین بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک میر خلیق تھے۔ میر انیس انہیں کے فرزند تھے۔ میر انیسؔ بیالیس سال کے تھے تو مستقل طور پر لکھنؤ آ گئے۔ جہاں ۱۸۷۴ء میں وفات پائی۔

میر انیسؔ کو شاعری ورثے میں ملی تھی۔ میر ضاحک اپنے زمانے کے اچھے شاعر تھے، میر حسن مشہور مثنوی ''سحر البیان'' کے مصنف اور میر خلیق بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اس صنف کو انہوں نے بڑی ترقی دی۔

میر انیسؔ کم عمری ہی میں مشقِ سخن کرنے لگے۔ فارسی اور اُردو کے ہزاروں شعر انہیں یاد تھے۔ ابتداء میں سلام کہا کرتے تھے اور اپنے والد سے اصلاح لیا کرتے تھے۔

میر انیسؔ کی عظمت یہ ہے کہ وہ جذبات نگاری، کردار نگاری، منظر نگاری اور واقعہ نگاری میں کمال رکھتے ہیں۔ انہیں خارجی جزئیات اور داخلی واردات دونوں کی تصویر کشی پر بے نظیر قدرت حاصل تھی۔ مناظر قدرت اور رزم و بزم کا جو مرقع وہ پیش کرتے ہیں اُس کی تمام جزئیات اپنی اپنی جگہ مکمل ہوتی ہیں۔

دنیا

(میر ببر علی انیسؔ)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو دنیا کی حقیقت سے آگاہ کرنا۔

۲۔ اُردو شاعری میں صنف نظم کی آفادیت مختصراً بتانا۔

۳۔ اُردو شاعری میں میر انیسؔ کا مقام بتانا۔

مشکل الفاظ: املاک ، باج ، حلاوت ، صاحب نوبت ، عاریتی ، گنج

دنیا بھی عجب گھر ہے کہ راحت نہیں جس میں
وہ گل ہے یہ گل، بوئے محبت نہیں جس میں
وہ دوست ہے یہ دوست، مروت نہیں جس میں
وہ شہد ہے یہ شہد، حلاوت نہیں جس میں

بے درد و الم شامِ غریباں نہیں گزری
دنیا میں کسی کی کبھی یکساں نہیں گزری

اس منزل فانی پہ، نہ دل اپنا لگاؤ
اُلفت نہ کرو، اُس سے جسے چھوڑ کے جاؤ
یہ عاریتی جا ہے، یہاں گھر نہ بناؤ
پابندی دنیا سے بس، اب ہاتھ ہٹاؤ

چلتے ہوئے ہرگز کوئی کام آ نہ سکے گا
ہمراہ کچھ اسباب جہاں جا نہ سکے گا

اُمید نہیں جینے کی یاں صبح سے تا شام
ہستی کو یہ سمجھو کہ ہے خورشید لبِ بام
یاں کام کرو ایسا م کہ جو آئے وہاں کام
آجائے خدا جانیئے کب موت کا پیغام

اپنی نہ کوئی ملک نہ اَملاک سمجھنا
ہونا ہے سبھی خاک، یہ سب خاک سمجھنا

بھائی نہ تو کام آئے گا اُس وقت نہ فرزند
عرصہ نہیں، کھل جائے گا جب آنکھ ہوئی بند
وہ کام کرو جس سے خدا ہووئے رضا مند
ہشیار کہ ہونا ہے تمھیں خاک کا پیوند

پیری کی بھی مدت ہے جوانی کی بھی حد ہے
آرام گہِ شاہ و گدا کُنجِ لحد ہے

ہے زیرِ زمیں صاحب تخت و علم و تاج
جو صاحب نوبت تھے، نشاں اِن کے نہیں آج
جو شاہ کہ لیتے رہے شاہوں سے سدا باج
وہ بعد فنا آپ، کفن کے رہے محتاج

درویش و غنی اس کے ہمیشہ رہے شاکی
بتلاؤ کہ دنیا نے کسی سے بھی وفا کی؟

مشق

۱۔ نظم دنیا کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

۲۔ نظم دنیا کے تیسرے بند کی تشریح کریں۔

۳۔ نظم میں استعمال کیے گئے درج ذیل تراکیب کی وضاحت کریں۔

زیرِ زمیں، شامِ غریباں، لبِ بام، کنجِ لحد، منزلِ فانی، اسبابِ جہاں، بوئے محبت

۴۔ نظم کے دوسرے بند میں شاعر کی منزل فانی سے کیا مراد ہے؟

۵۔ درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

راحت، حلاوت، اُلفت، خورشید، خاک، فرزند، پیوند، باج

۶۔ نظم دنیا اُردو شاعری کی کس ہیئت میں لکھی گئی ہے۔اُس ہیئت کی پہچان کیا ہے؟

۷۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

فانی، گُل، مروت، بے درد، فنا، پابندی، جینا

۸۔ درج ذیل الفاظ میں واحد کے جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

منزل، اسباب، موت، اَملاک

سرگرمی

چند دیگر نظمیں بھی اپنی کاپی میں لکھیں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اُردو شاعری میں نظم گوئی کی اہمیت بتائی جائے۔

۲۔ میر انیس کی نظم گوئی کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کیا جائے۔

۳۔ طلبہ کو دنیا کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔